رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کردیگا

(الہام حضرت مسیح موعود)

الفضل

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری امور کے متعلق خط وکتابت بنام مینیجر ہو

ایڈیٹر۔ غلام نبی ٭ اسسٹنٹ۔ مہر محمد خان

جلد ۷ | مورخہ ۲۹ اپریل سنہ ۱۹۲۰ء | قادیان | مطابق ۹ شعبان سنہ ۱۳۳۸ھ | نمبر ۸۲

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی صحت اچھی ہے۔ حضور نے ۲۶۔ اپریل بعد از درس قرآن کریم مسجد اقصیٰ میں ایک مختصر تقریر فرمائی۔ جسمیں موجودہ مشکلات کے دور ہونے کیلئے دعاؤں پر زور دینے کی تلقین کی۔ اور اشاعت اسلام کے لئے خاص توجہ دلائی۔ یہ تقریر انشاء اللہ آیندہ پرچہ میں درج کی جائیگی ٭

امریکہ سے جناب مفتی صاحب کا ایک اور خط موصول ہوا ہے۔ جسمیں انہوں نے وہاں کے کئی ایک معزز اخبارات کے اقتباسات کا ترجمہ بھیجا ہے۔ جو ان کے متعلق شایع ہوئے ہیں ان سے ظاہر ہے کہ خدا کے فضل سے مفتی صاحب کی امریکہ میں بہت شہرت ہورہی ہے۔ احباب انکی مشکلات کے دور ہونے کے متعلق دعا کرتے رہیں ٭

نامۂ صادق از امریکہ

(۳)

حالت ابتلاء

ایک عزیز دوست اپنے ایک خط میں ہندوستان سے ابتلا کسی اور بکرم کا اچھی طرح سے واضح نہیں ہوا۔ ایک رویا دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بہت جلدی میں دوڑتے ہوئے امریکہ کو جا رہے ہیں۔ یہ حضور کا امریکہ کی طرف متوجہ ہونا اپنے اس غلام کے لئے ہے۔ جو محبت۔ احسان اور کرم فرمائی حضور علیہ السلام اس نابکار خادم پر کرتے تھے۔ وہ ضرور اس امر کی مقتضی ہے کہ میری اسوقت کی تکلیف اور ایک اجنبی ملک میں بے بسی کی حالت سے اطلاع پاکر حضور علیہ السلام کی روح مبارک جنبش و حرکت میں آوے۔ جس حالت میں عاجز یہ دن گذار رہا ہے اس کی تفصیل کی سردست ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جو دکھ سے سب مبارک ہے۔ جس یار کے ہاتھوں اتار شیریں کھائے۔ اس کی خاطر کوئی تلخی اٹھانا موجب رنج نہیں۔ راضی بقضا رہوں۔ اور اس کے فضلوں کا امیدوار۔ دعاؤں کے واسطے بہت موقعہ مل رہا ہے۔ اور سب دوستوں کے واسطے روزانہ دعائیں کرتا ہوں۔ مقابلہ بہت بڑے لوگوں سے ہے۔ مگر کچھ غم نہیں۔ کیونکہ میرے ساتھ میرا خدا ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح اور احباب کرام کی دعائیں ہیں۔ اور بزرگوں کی امداد روحانی ہے۔ قریباً ہر شب حضرت مسیح موعود علیہ السلام یا حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی یا حضرت فضل عمر سے ملاقات ہوتی ہے۔ دن بھر اجنبیوں میں ہوتا ہوں اور رات بھر اپنوں میں ٭

برکات دعا

اپنے پچھلے نامہ نمبر ۲ میں اپنی ایک دعا لکھ چکا ہوں۔ جو جہاز پر کی تھی۔ ایام جہاز بھی زیادہ تر دعاؤں میں گذرے۔ اور آج کل کے ایام بھی

ہر ماہ اسال تعلیم الاسلام ہائی سکول کے ۲۲ طلبا میں سے ۱۰ پاس ہوگئے ٭

دعاؤں میں ہی گذر رہے ہیں۔ اُمید ہے۔ کہ یہ دعائیں انشاء اللہ تعالیٰ آیندہ کام کے راستہ کو بہت کچھ صاف کر دینگی۔ دُعامیں بڑی برکتیں ہیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک دفعہ فرمایا تھا۔ کہ میں تو کسی چیز پر بخل نہیں کرتا۔ لیکن اگر بخل جائز ہوتا۔ تو میں اس بیش قیمت خزانہ سے لوگوں کو اطلاع کرنے میں بخل کرتا۔ جو دعامیں رکھا ہے۔ ایک دفعہ راول پنڈی کے دو دوستوں میں کچھ جھگڑا ہُوا۔ بات بڑھ کر فوجداری تک نوبت پہنچی۔ معاملہ پولیس اور عدالت تک چلا گیا۔ حضرت خلیفہ اول نور الدین اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ و نور اللہ مرقدہٗ کا زمانہ تھا۔ عاجز نے راول پنڈی کے ایک دوست کا خط پیش کیا۔ غالباً سید محمد اشرف صاحب کا خط سُنتے ہی فرمایا۔ آپ چلے جاؤ۔ ان میں صلح کرا آؤ۔ حکم کا ماننا ضروری تھا۔ چل پڑا۔ مگر حیران تھا۔ کہ یہ کیا کام میرے سپرد ہُوا ہے۔ مجھے نہ لڑانا آتا ہے۔ نہ صلح کرانی آتی ہے۔ میں تو اس کام کا اہل ہی نہیں معلوم ہوتا۔ مگر اب جانا پڑ گیا تو کیا کروں۔ سوچا کہ اچھا اور کچھ نہیں آتا تو دعا کرنی تو آتی ہے۔ قادیان سے راول پنڈی تک ۱۲ گھنٹے کا سفر ہے۔ سترس از بلائے کہ شب درمیان وہ شب جو دعاؤں میں گذاری جا سکتی ہے۔ میں نے دُعا کی۔ یا الٰہی تو جانتا ہے۔ مجھے یہ ہنر حاصل نہیں کہ جھگڑنے والوں میں کس طرح صلح کراؤں۔ پس اے پروردگار تو ایسا کر کہ میرے جانے سے قبل ان لوگوں میں صلح ہو چکی ہو۔ یہی دُعا کرتا۔ اور اُمت محمدیہ اور جماعت احمد علیہما الصلوٰۃ والسلام کی اصلاح کیواسطے دعائیں کرتا روتا دھوتا راول پنڈی پہونچا تلاش کرتا ہُوا ایک دوست کے مکان پر پہنچا۔ پہلی خبر جو سُنی وہ یہ تھی۔ کہ میرے وہاں پہنچنے سے چند گھنٹے قبل ہی فریقین میں صلح ہو چکی تھی۔ ہر دو صاحب مجھے ایک ہی مکان پر ملے۔ شکر کا سجدہ کیا۔ اور تائید اسلام میں ایک لیکچر اور احمدی جماعت میں ایک وعظ کر کے واپس آ گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ نے جب میرا قصہ سُنا تو حاضرین مجلس کو مخاطب کر کے فرمایا۔ مجھے ایسے ہی واعظین مطلوب ہیں۔ برادر نیر ازراہ محبت اس سفر میں لورپول تک ساتھ تھے۔ فرمانے لگے۔ "آپ ضرور امریکہ میں بھی کامیاب ہونگے۔ کیونکہ آپ کو دُعاؤں کی عادت ہے"۔ برادر سیال کا یہ فقرہ آب زر سے لکھنے کے لائق ہے کہ جب ایک پادری نے ان کی تقریر سُنکر کہا۔ "اس تقریر کے ساتھ تم یورپ کو مسلمان نہیں کر سکتے"۔ تو انہوں نے کہا۔ "اس سے نہ سہی۔ میں جو آدھی رات کو اُٹھ کر دعائیں کروں گا۔ وہ دعائیں ان کو مُسلمان کر دینگی"۔ کیا مبارک بات ہے۔ غرض دعامیں بڑی برکت ہے۔ مبارک ہیں جنکو دعا دیگئی۔ ع

ہم دعا از تو اجابت ہم ز تو

خطوں کے جواب

سید ڈاکٹر عبد الستار شاہ صاحب کا کرمنامہ۔ بابو اکبر علی صاحب۔ مولوی محمد احسان الحق صاحب۔ حکیم محمد حسین صاحب قریشی۔ عزیز محمد زبیر صاحب چوہدری سردار علی صاحب۔ منشی گلزار محمد صاحب۔ بابو عبد الحمید صاحب۔ ڈاکٹر محمد دین صاحب۔ بابو محمد علی خان صاحب۔ قاضی محمد یوسف صاحب بابو فضل کریم صاحب تھل۔ بابو نصر اللہ صاحب اوورسیر۔ غلام غوث صاحب دکن۔ سید دلاور شاہ صاحب۔ منشی حبیب الرحمن صاحب۔ ماسٹر محمد اسمٰعیل صاحب کو پر سمتھ۔ بابو عبد الحکیم صاحب کے محبت نامے برادر اکمل کا مفصل خط۔ حضرت میاں غلام حسین صاحب کا کرامت نامہ سب یہاں ملے ہیں۔ اور دعائیں کی ہیں۔ مگر جن خطوط کے مفصل جواب ضروری ہیں وہ انشاء اللہ داخلہ امریکہ پر لکھ سکوں گا۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔ میرا پتہ امریکہ میں سردست یہ ہوگا

C/o. Mr. M. Rosenthal

68. W. 116. Street.

New York (U. S. America)

(نوٹ) ہندوستان سے امریکہ کے لفافہ پر ۲۔ ۱ کا ٹکٹ لگتا ہے اور کارڈ پر ایک آنہ کا۔

ملکی حالات

یہاں کی سردی لنڈن کی سردی سے بڑھ گئی۔ اور یہاں کی گرانی لنڈن کی گرانی سے ڈیوڑھی ہے شاید جنگ نے جتنا اثر بلحاظ گرانی اجناس کے اس ملک پر کیا ہے وہ اور ملکوں سے بڑھ کر ہے۔ سردی اگرچہ بہت ہے۔ مگر خشک سردی ہے۔ لنڈن کی سردی کی طرح اس کا اثر قلب پر اتنا نہیں ہوتا۔ یہاں کے لوگ اہل انگلستان کی نسبت فربہ اور دراز قد مگر کم پھرتیلے ہیں مکانوں کے صحن وسیع اور بازار نہایت چوڑے۔ ریلیں بہت تیز رفتار ہیں ٭

نومسلمین و نو احمدی

پنجاب کے نام پچھلی رپورٹ میں لکھ چکا ہوں ان کے علاوہ تین شخص جہاز پر اور پانچ شخص یہاں نومسلم ہوئے۔ بمفصل آیندہ۔ طالب دعائے احباب۔

عاجز محمد صادق عفا اللہ عنہ از امریکہ - ۱۰ - مارچ ۱۹۲۰ء

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا تازہ کلام

عیسویت اور اسلام کی موجودہ حالت کو مدِّنظر رکھ کر حضور نے یہ نظم کہی۔ اور ۲۶۔ اپریل ۱۹۲۰ء بوقت عشاء مسجد مبارک میں خدام کو سنائی۔
(ایڈیٹر)

غم اپنے دوستوں کا بھی کھانا پڑے ہمیں
اغیار کا بھی بوجھ اُٹھانا پڑے ہمیں

اُس زندگی سے موت ہی بہتر ہے اے خُدا
جسمیں کہ تیرا نام چھُپانا پڑے ہمیں

ممبر پہ چڑھ کے غیر کہے اپنا مُدعا
سینہ میں اپنے جوش دبانا پڑے ہمیں

یہ کیسا عدل ہے کہ کریں اور ہم بھریں
اغیار کا قضیہ چُکانا پڑے ہمیں

سُن مدعی نہ بات بڑھا تا نہ ہو یہ بات
کوچہ میں اس کے شور مچانا پڑے ہمیں

اتنا نہ دُور کر کہ کٹے رشتۂ وداد
سینہ سے اپنے غیر لگانا پڑے ہمیں

پھیلائیں گے صداقت اسلام کچھ بھی ہو
جائینگے ہم جہاں بھی کہ جانا پڑے ہمیں

پروا نہیں جو ہاتھ سے اپنے ہی اپنا آپ
حرفِ غلط کی طرح مٹانا پڑے ہمیں

محمود کر کے چھوڑینگے ہم حق کو آشکار
رُوئے زمین کو خواہ ہلانا پڑے ہمیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان - ۲۹- اپریل ۱۹۲۰ء

علمائے امرتسر اور اُن کے اتباع کا فتنہ

احمدیوں کا صبر و تحمل

۱۴- اپریل ۱۹۲۰ء کو بندے ماترم ہال امرتسر میں بعض علماء امرتسر اور ان کے اتباع نے جو حرکتیں کیں اور جو فتنہ اُٹھایا۔ اس کے مفصل واقعات یہ ہیں:۔

مولوی عطاء اللہ کی در اندازی

امام جماعت احمدیہ ۱۴ اپریل ۱۹۲۰ء کو بندے ماترم ہال میں لیکچر دینے کے لئے جب تشریف لائے اور جلسہ کے صدر جناب چودہری ظفر اللہ خان صاحب بی اے ایل ایل بی۔ بیرسٹر ایٹ لاء ایڈیٹر انڈین کیسز لاہور تجویز ہوئے۔ جنہوں نے افتتاحی تقریر میں حاضرین کے متعلق امید ظاہر کی۔ کہ وہ لیکچر توجہ اور اطمینان سے سُنیں گے۔ تو مولوی عطاء اللہ صاحب بول اُٹھے۔ کہ ہم اپنے خلاف کوئی بات نہیں سُن سکیں گے۔ انہیں جناب صدر صاحب نے کہا۔ کہ بہرحال جو کچھ بیان ہو گا۔ وہ خاموشی سے سُن لینا چاہیئے۔ مولوی صاحب نے کہا ہم کیوں سُنیں نہ سُنینگے نہ سُننے دینگے۔ چودہری صاحب نے فرمایا۔ اس لئے کہ شرافت کا یہی تقاضا ہے لیکن مولوی صاحب نے پھر کہا۔ کہ ہم نہیں سُن سکتے۔ آخر چودہری صاحب نے کہا۔ جو صاحب نہ سُن سکیں وہ واپس تشریف لے جائیں۔ اس پر بھی مولوی صاحب کچھ بولے۔ مگر بیٹھ گئے۔

مولوی عطاء اللہ کس ارادے سے آئے تھے

یہ گفتگو تھی جو صدر جلسہ اور مولوی عطاء اللہ میں ابتدا ہی میں ہوئی۔ اسی سے ظاہر ہے۔ کہ مولوی صاحب گھر سے کس ارادہ اور کس نیت سے آئے تھے۔ اور ان کا یہ فقرہ کہ جو بات ہمارے خلاف ہو گی۔ وہ ہم نہیں سُن سکیں گے۔ ایک بے معنی اور محض فتنہ انگیز تھی۔ کیونکہ لیکچر کا عنوان اور موضوع ایسا نہ تھا۔ جس پر ایک مسلمان کہلانے والے مولوی صاحب کو مخالفت کا خیال پیدا ہوتا۔ اس میں اگر کسی کو مخالفت تھی یا کوئی مخالفت کے عذر سے بول سکتا تھا۔ تو وہ ایک عیسائی ہوتا۔ کہ ایک مسلمان اور پھر مولویت کا مدعی۔ کیونکہ لیکچر میں عیسائیت اور اسلام کا تقابل تھا۔ دونوں کی تعلیمات کو معقولی اور منقولی کسوٹی پر پرکھا اور واقعات صحیحہ و ثابتہ کی روشنی میں دیکھا جانا تھا پس اگر کوئی مخالفت کرتا یا مخالفت کرنے کا حق رکھتا تھا تو وہ ایک عیسائی ہوتا۔ نہ کہ ایک مسلمان۔

اس کے ساتھ ہی یہ بھی خیال کرنا چاہیئے۔ کہ جبکہ ابھی مضمون شروع ہی نہیں ہوا۔ لیکچرار ابھی اٹھا ہی نہیں۔ تو محض صدر جلسہ کی افتتاحی تقریر پر جرائع یا ہو جانا ظاہر کر رہا تھا۔ کہ مولوی عطاء اللہ صاحب گھر سے کیسی صاف نیت اور کس نیک ارادہ کو لیکر نکلے تھے۔ ایسی صورت میں جب کہ ان کے خلاف کوئی بات ہی نہ تھی۔ اور نہ ہی اس کا کوئی امکان تھا۔ کیونکہ لیکچر عیسائیت کی تعلیم کے مقابلہ میں اسلام کو اعلیٰ ثابت کرنے کے متعلق تھا۔ تو پھر مخالفت کرنا اور اثناء تقریر میں در اندازی کرنا جناب مولوی عطاء اللہ صاحب کی نیت کے فساد کا ثبوت تہا۔

مولوی عطاء اللہ کا بے محل مطالبہ

بہرحال لیکچر شروع ہوا۔ اس میں ہمارے امام نے بتلایا کہ عیسائیت میں خدا کو باپ کہنے کا مسئلہ سب سے اعلیٰ مسئلہ سمجھا جاتا ہے۔ اور اسی کی طرف مسٹر لائڈ جارج دنیا کو بلاتے ہیں۔ کیونکہ ان کے خیال میں جب تمام دنیا ایک خدا کو باپ مان کر بھائی بھائی ہو جائیگی تو تنازعات مفقود ہو جائینگے۔ اس کے متعلق امام جماعت احمدیہ نے فرمایا۔ کہ اگر یہ مان لیا جائے۔ کہ خدا کو باپ مان کر دنیا میں امن ہو سکتا ہے۔ تو بھی عیسائیت کو قبول کرنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ خدا کو باپ ماننے کا عقیدہ عیسائیوں سے مختص نہیں۔ بلکہ اور بہت سے مذاہب و اقوام بھی ایسی ہیں جن میں یہ عقیدہ مسلم ہے۔ اور ان مذاہب و اقوام کا وجود عیسائیت اور عیسائی قوم کے وجود سے پہلے کا دنیا میں موجود ہے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا۔ لیکن اسلام خدا تعالیٰ کے بارے میں جو عقیدہ بتاتا ہے۔ وہ اس سے اعلیٰ ہے اسلام یہ نہیں کہتا۔ کہ خدا کو باپ جیسا سمجھو۔ بلکہ اسلام تو یہ کہتا ہے۔ کہ خدا ماں سے بھی زیادہ اپنے بندوں سے محبت کرتا ہے اور نہ صرف یہی۔ بلکہ اسلام خدا کو اَبْ کی بجائے رب کہتا ہے۔ اور رب کا درجہ اب سے کہیں زیادہ ہے حضور اس بات کے ثبوت میں کہ اسلام خدا کو انسانوں سے ماں سے بھی زیادہ پیار کرنے والا بتاتا ہے۔ حضور نے ایک حدیث کے مضمون کی طرف اشارہ فرمایا۔ حدیث کی طرف اشارہ کرنا تھا کہ مولوی عطاء اللہ صاحب جو کسی موقع کی تلاش میں ہی تھے۔ تڑپ کے اُٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے۔ حوالہ دُو۔ حوالہ۔ کتاب۔ صفحہ۔ سطر۔ مطبع اور ابیات کو بڑے جوش و خروش سے دُہرانے لگے۔ مولوی صاحب کے مطالبہ پر ہمارے امام ایدہ اللہ نے فرمایا۔ کہ حوالہ کی اگر ضرورت ہے۔ تو مکان پر تشریف لائیے۔ ہم بتا دینگے۔ یہ مناظرہ نہیں ہے کہ آپ کو اس وقت حوالہ بتایا جائے۔ مگر مولوی صاحب تو کسی اور ہی نیت سے آئے تھے۔ وہ کہاں ابیات کو ماننے والے تھے۔ ان کا ہاتھ چلنے لگا۔ ان کی گردن رقص کرنے لگی ان کی زبان بے لگام ہو چلی۔ اور ان کے قدم سٹیج کی طرف بڑھنے لگے۔ اور پھر وہ اکیلے ہی نہ تھے۔ بلکہ ان کے ساتھ اسی قماش کے سینکڑوں آدمی کھڑے ہو گئے۔ اور ان کی بے ہنگام آواز کے ساتھ آوازیں ملانے لگے۔

اسوقت ان کے مطالبہ کا جواب کسی طرح مناسب نہ تھا کیونکہ مولوی صاحب کے مطالبہ کرنے سے پہلے ہی معلوم ہو گیا تھا۔ کہ وہ آج کس نیت سے آئے ہیں۔ اسوقت اگر ان کو حوالہ بتا بھی دیا جاتا۔ تو وہ کبھی اس کو ماننے والے نہ تھے نیز وہ کوئی مباحثہ و مناظرہ کا میدان نہ تھا کہ حوالے بتلائے جاتے۔ بلکہ وہ ایک لیکچر تھا۔ اور صاف بات ہے۔ کہ اگر لیکچرار کو قدم قدم پر حوالے کے لئے روکا جائے۔ اور جو بات اس کے منہ سے نکلے۔ اس کا اس سے حوالہ

طلب کیا جائے۔ تو ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے۔ کہ کوئی لیکچرار اس طرح چند منٹ بھی اپنے لیکچر کو جاری نہیں رکھ سکتا۔ بہرحال ان کا مطالبہ ناجائز اور بالکل بے محل تھا۔ اس لئے مناسب یہی تھا۔ کہ اسوقت اس کی طرف توجہ نہ کی جائے۔ مگر مولوی عطاء اللہ صاحب کو اسپر اتنا اصرار تھا۔ کہ .. .. جبکہ ہال سے باہر نکال دئے گئے تو باہر آ کر کہنے لگے۔ کہ اگر اہل سنت کی کتب سے نہیں۔ تو شیعہ گروہ کی کتب سے ہی حوالہ دیدیا جائے *

مولوی عطاء اللہ کا جوش و خروش

غرض مولوی عطاء اللہ صاحب اسوقت نہ صرف حدیث ہی مانگ رہے تھے۔ بلکہ فحش کلمات بھی زبان پر لا رہے تھے۔ اور اپنی "جہادی" سرشت کا مظاہرہ فرما رہے تھے۔ اور بار بار فرماتے تھے۔ کہ میں مر جاؤنگا میں مرنے مارنے کے لئے آیا ہوں۔ عطاء اللہ ایک لفظ نہیں بولنے دیگا۔ نہ کسی کو سننے دیگا نہ سنیگا۔ اور خلیفہ تو یہاں آیا ہے اور گڑبڑ عیسائیوں کا قبضہ ہو رہا ہے۔ حدیث لاؤ حدیث۔ اسی اثنا میں ایک طرف سے آواز آئی کہ اس کا باپ مرزا قادیانی بھی یہاں سے ذلیل ہو کر گیا تھا۔ یہ بھی ذلیل ہو کر جائیگا۔ غرض مولوی عطاء اللہ بدزبانی اور دحشت میں دم بدم ترقی کر رہے تھے۔ اور ان کی زبان سے گندے الفاظ تیروں کیطرح نکل رہے تھے۔

احمدیوں کا صبر و سکون

جب ان کی طرف سے اس ہنگامہ کی ابتدا ہوئی۔ تو ہمارے امام نے بآواز بلند حکم دیدیا کہ ہماری جماعت کا کوئی آدمی نہ اُٹھے" یہ حکم ایسا نہ تھا۔ کہ کوئی احمدی اس سے سرتابی کر سکتا پس تمام احمدی بیٹھے رہے۔ اور اس منظر کو صبر و سکون سے دیکھتے رہے۔ ان کو۔ ان کے امام کو۔ اور سب سے بڑھ کر ان کے مسیح موعود کو جس کی راہ میں وہ نثار ہیں اور اس کے اہل بیت کو گالیاں دی جا رہی تھیں۔ مگر وہ خاموش تھے۔ وہ بے حس و حرکت تھے۔ گویا کہ وہ بہرے ہیں۔ گویا کہ وہ بندھے ہوئے ہیں۔ گویا کہ ان میں جان نہیں۔ لیکن درحقیقت وہ بہرے نہ تھے۔ وہ بندھے ہوئے نہ تھے۔ وہ بیجان اور مُردے نہ تھے۔ وہ سنتے تھے وہ آزاد تھے۔ وہ زندہ تھے۔ ہاں اپنے امام کا حکم ان کو خاموش بٹھائے ہوئے تھا۔ اور حضرت مسیح موعود کی تعلیم امن اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا اسوہ حسنہ ان کے سامنے تھا۔ پس وہ انسان ہو کر درندوں کا مقابلہ نہیں کرنا چاہتے تھے۔ بلکہ وہ ان کی حرکتوں کو مترحمانہ نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ کہ خدایا ان کو کیا ہو گیا۔ تمام احمدی بیٹھے تھے۔ کیا بچے۔ کیا جوان کیا بوڑھے۔ اور صرف وہی لوگ محض دیکھ بھال اور انتظام کے لئے پھر رہے تھے۔ جو مقامی جماعت سے تعلق رکھتے تھے یا دو ایک دیگر بزرگ بھی۔

ہمارے مخالفین کی غلیظ گالیاں اور اُن کے متعلق عذر نامعقول

خیر احمدیوں کا یہ نقشہ تھا اور مولوی عطاء اللہ اور ان کے ساتھیوں اور علماء امرتسر بے تربیت یافتہ لوگوں کی وہ حالت تھی۔ جس کا اوپر مختصر طور پر خاکہ کھینچا گیا ہے۔ اور جس کی طرف امرتسر کے روزانہ اخبار وکیل نے اپنے ۱۷۔ اپریل کے پرچہ میں "ایک طرف سے فحش اور غلیظ گالیاں بھی دی گئیں" کے فقرے میں اشارہ کیا ہے۔ وکیل نے اگرچہ یہ تصریح کرنے کی جرأت نہ کی تھی۔ کہ وہ "ایک طرف" کونسی تھی۔ جس نے "غلیظ گالیاں" دیں۔ لیکن سمجھنے والے سمجھ گئے۔ اور گالیاں دینے والے خود جان گئے چنانچہ انہوں نے غلیظ گالیوں کے جواز کی یہ دلیل وکیل میں پیش کی ہے۔ کہ ایک سپاہی نے مولوی عطاء اللہ کو اشتعال انگیز طریق سے مخاطب کیا تھا۔ چنانچہ اس کے متعلق ۲۰۔ اپریل کے وکیل کے الفاظ یہ ہیں کہ :۔

"غلیظ گالیوں کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے۔ کہ ایک سپاہی نے مولوی عطاء اللہ کو نہایت اشتعال انگیز الفاظ میں مخاطب کیا تھا"

معلوم نہیں کس منہ سے گالیوں کے جواز کی یہ وجہ پیش کی گئی ہے۔ اگر فرض بھی کر لیا جاوے کہ کسی سپاہی نے مولوی عطاء اللہ کو اشتعال انگیز الفاظ میں مخاطب کیا تھا تو چاہیئے یہ تھا۔ کہ وہ سپاہی سے نپٹتے۔ اور اس کی شکایت پولیس افسروں سے کرتے۔ جو اس وقت موجود تھے۔ نہ کہ سپاہی سے غصہ ہو کر امام جماعت احمدیہ اور بانی سلسلہ کو بلاوجہ اور بلاسبب گالیاں دینا شروع کر دیتے۔ کیا انہوں نے پولیس کے سپاہی کو چھوڑ کر اس لئے یہ طریق اختیار کیا۔ کہ انہیں ڈر تھا۔ کہ اگر پولیس کو کچھ کہا گیا۔ تو وہ اینٹ کا جواب پتھر دیگی۔ لیکن امام جماعت احمدیہ کی طرف سے اسے اس قسم کا کوئی خطرہ نہ تھا۔ اگر یہ وجہ ہے۔ اور واقعہ میں یہی ہے۔ تو کوئی شریف انسان مولوی عطاء اللہ کی شرافت پر افسوس کئے بغیر نہیں رہیگا۔

غرض مولوی صاحب اور ان کے شاگردان رشید اور مجمع عوام کی طرف سے ایسی گندی گالیاں احمدیوں کو دی گئیں کہ غالباً کبھی چوڑہوں اور چماروں سے بھی کسی کو سننے کا اتفاق نہیں ہوا ہو گا۔ مگر یہ گالیاں ان کی زبانوں سے نکل رہی تھیں۔ جن کی زبانوں کو بخیال خویش تلاوت قرآن سے فراغت نہیں۔

اخبار وکیل میں لکھا گیا یا لکھوایا گیا ہے۔ کہ دونوں طرف سے لاٹھیوں کی نمایش ہوئی۔ مگر ہم اپنے متعلق کہتے ہیں کہ یہ صحیح نہیں ہے۔ ہماری طرف سے لاٹھیوں کی نمایش تو کہاں ہوئی۔ ہاتھ بھی نہیں اٹھے۔ کیونکہ ہمیں اسوقت حکم تھا۔ کہ ساکت و صامت رہو۔ جسپر پوری طرح عمل کیا گیا۔ مولوی عطاء اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ احمدیوں میں غصہ کے آثار تھے۔ اور ان کے ہاتھوں میں ڈنڈے تھے۔ مگر بات یہ ہے۔ کہ ہمارے بعض آدمیوں کے پاس اسی قسم کی چھڑیاں تھیں۔ جو عام طور پر ہاتھوں میں ہوتی ہیں۔ پھر بعض کے ہاتھوں میں سوٹیاں ہونے کی وجہ یہ بھی تھی۔ کہ وہ راتوں رات چل کر بٹالہ پہونچے تھے۔ تاکہ صبح کی گاڑی پر سوار ہو کر امرتسر لیکچر سننے کے لئے پہونچ سکیں۔ اور چونکہ قادیان اور بٹالہ کی درمیانی سڑک پر رات کیوقت ڈاکہ زنی کی کئی وارداتیں ہو چکی ہیں اس لئے ان کے ہاتھوں میں سوٹیاں تھیں۔ جو محض خود حفاظتی کے لئے تھیں۔ اس میں شک نہیں۔ کہ مولوی عطاء اللہ اور ان کے گروہ کی فحش گالیاں سخت اشتعال انگیز تھیں مگر ہمارے سینے غصہ سے خالی تھے۔ اور ایسا ہی ہونا بھی چاہیئے تھا۔ کیونکہ ہم دنیا کو صبر و تحمل اور مسلسل کوشش سے انشاءاللہ فتح کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے اگر ہم بھی برداشت کی قوت نہ رکھتے ہوں۔ اور مخالفین کی گالیوں اور شرارتوں سے فوراً آپے سے باہر ہو جانیوالے ہوں۔ تو ہمیں ابھی سے اپنے مقصد سے دست بردار ہو جانا چاہیئے *

گالیوں کے مقابلہ میں ہماری حالت

پس ہم گالیاں سن رہے تھے مگر ہم میں غصہ نہ تھا۔ کیونکہ ہم جانتے تھے۔ کہ ہمیں گالیاں دینے والے ہمارا کچھ نہیں بگاڑ رہے۔ بلکہ اپنی قابل رحم حالت دکھلا کر ہمیں اور زیادہ تحریک کر رہے ہیں۔ کہ ہم ان کی اصلاح کی کوشش کریں۔ پس چونکہ ہم انہیں مریض جانتے۔ اور قابل رحم سمجھتے تھے۔ اس لئے ہم ان کے شور و شر سے یہ محسوس کر رہے تھے کہ ہمیں ان کی خیر خواہی میں پہلے سے بھی زیادہ کوشش کرنی چاہیئے۔

امرتسر کے انصاف پسند اصحاب سے درخواست

اس موقعہ پر ہم امرتسر کے ان حق پسندوں سے جو اس مجمع میں موجود تھے۔ خدا کے نام پر ... پوچھتے ہیں کہ اے وہ لوگو! جو خدا کا ذرہ برابر بھی خوف اپنے دل میں رکھتے ہو۔ تم ہی انصاف سے خدا لگتی کہو۔ کہ کیا احمدیوں کا اس وقت کا رویہ کسی لحاظ سے بھی جوش دلانیوالا یا فساد کا موجب یا غصہ انگیز اور انسانیت و تہذیب و شرافت کے خلاف تھا۔ تم خدا کے لئے بولو۔ تم پرمیشر کے لئے گواہی دو۔ تم ست گورو کے نام پر شہادت گذارو۔ کہ اس وقت احمدی کیا کر رہے تھے۔ اور ان کے مخالف ان سے کیا سلوک کر رہے تھے۔ کیا مولوی عطاء اللہ نے فتنہ برپا نہیں کیا کیا مولوی عطاء اللہ اور اس کے ساتھیوں نے گندی سے گندی گالیاں احمدیوں کو نہیں دیں۔ کیا مولوی عطاء اللہ نے یہ نہیں کہا۔ کہ میں مرنے مارنے کے لئے آیا ہوں۔ اگر یہ سب سچ ہے۔ اور یقیناً سچ ہے۔ تو پھر وہ کس منہ سے دکیل میں شایع کراتے ہیں۔ کہ میں نے کہا۔ کہ میں فساد کے لئے نہیں آیا۔ اگر وہ فساد کے لئے نہیں آئے تھے۔ تو ان کو خاموش رہنا چاہیئے تھا۔ یا جلسہ گاہ سے چلا جانا چاہیئے تھا۔ جس طرح خود انہوں نے اسی دن رات کو مسجد خیر الدین میں کہا کہ جس کو میری بات ناگوار ہو چلا جائے۔

غرض جب مولوی صاحب کی درندگی اور بدزبانی اور ان کے ساتھیوں کی شرارت حد سے بڑھنے لگی۔ تو ان کو پولیس نے باہر جانے کے لئے مجبور کیا

مگر وہی شخص مولوی عطاء اللہ جو دکیل میں لکھتا ہے۔ کہ میں فساد کے لئے ہال میں نہیں گیا تھا۔ ہال کے دروازہ پر ایک تانگہ پر کھڑا ہو جاتا ہے۔ اور ہال کے دروازوں کو اس کے ساتھی گھیر لیتے ہیں۔ اور تمام راستے بند کر لیتے ہیں۔ اور پھر وہ پہلے سے بھی زیادہ گالیوں اور بدزبانیوں کا اظہار کرتا ہے۔

مولوی عطاء اللہ کی حالت۔

اس وقت مولوی عطاء اللہ کی جو حالت تھی۔ اسی سے ظاہر تھا۔ کہ وہ فساد کے لئے لوگوں کو بھڑکا رہے تھے۔ یا امن کی تلقین کر رہے تھے۔ وہ سر سے ننگے تھے۔ ان کے سر کی لنگی (غالباً) ان کے پیروں میں تھی۔ ان کا گریبان کھلا تھا۔ ان کا چہرہ سرخ۔ اور آنکھیں لہو کی بوندیں ہو رہی تھیں۔ ان کے گلے کی رگیں پھولی ہوئی تھیں۔ ان کے ہاتھ سینہ کوبی میں مصروف تھے۔ کبھی وہ جھکتے۔ کبھی لقے کبوتر کی طرح پیچھے کو گردن جھکا کر سینہ تان کر کھڑے ہو جاتے تھے۔ چکر پر چکر بھرتے اور تڑپتے ہوئے لگا رہے تھے۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ کسی تھیٹر کا مشاق ایکٹر تماشائیوں کو اپنے مشاقی فن کے جوہر دکھا رہا ہے۔ زبان ان کے قابو میں نہ تھی۔ ابھی اردو میں تقریر فرما رہے تھے۔ ابھی پنجابی میں بلبلانے لگتے تھے۔ جب اس سے بھی مجنونانہ جوش کم ہوتا تھا۔ تو مست بکرے کی طرح آواز نکالتے۔ ان کے منہ سے کوئی فقرہ نہ نکلتا تھا۔ جو فحش الفاظ کے کانٹوں اور ناپاک گالیوں کی گندگی میں لتھڑا ہوا نہ ہوتا۔ ان کی ہر ایک آواز پر گالیوں کی بوچھاڑ اور لعنت کی بھر احمدیوں پر کی جاتی تھی جب وہ حد سے بڑھنے لگے تو ایک آنریری مجسٹریٹ صاحب نے کہا کہ مولوی جی نماز پڑھ لو۔ اسکے جواب میں بڑے جوش سے انہوں نے فرمایا۔ میں اس وقت جہاد میں مصروف ہوں۔ میں یہاں مرنے مارنے کو آیا ہوں۔ آج وہ (امام جماعت احمدیہ) اس ہال سے زندہ نہیں جا سکتا۔ وغیرہ وغیرہ

غرض مولوی عطاء اللہ کی روش سخت فتنہ انگیز۔ اور شرارت آمیز تھی۔ جس کو ہماری جماعت نے نہایت صبر اور تحمل سے برداشت کیا کیا سمجھدار اور عقلمند لوگ مولوی عطاء اللہ اور ان کے ساتھیوں کی ان حرکات کو نفرت کی نگاہ سے نہ دیکھیں گے۔

امریکہ میں اشاعت اسلام اور مسلمانان ہند

ہندوستان کے مسلمانوں میں اپنے مذہب کے متعلق جسقدر غیرت اور حمیت پائی جاتی ہے۔ اس کا کسی قدر اندازہ اس امر سے ہو سکتا ہے۔ کہ جناب مفتی محمد صادق صاحب مسلم مشنری کو امریکہ کے تبلیغ اسلام کرنے سے روکنے پر ہم نے مسلمان اخبارات کو جو توجہ دلائی تھی۔ سوائے معزز روزانہ ہمعصر "ہمدم" لکھنو کے۔ جس کے ہم ممنون ہیں اور کسی مسلمان اخبار نے امریکہ کے اس ناروا سلوک کے خلاف آواز نہیں اٹھائی۔ بلکہ ایک اخبار میں تو اس پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے لکھا گیا ہے کہ:۔

"مسلمانان عالم تو آپ کے پیش کردہ اسلام کی عدم اشاعت کا حال پڑھ کر بجائے مغموم ہونے کے شاید خوش ہوئے ہونگے۔"

(آفتاب ۲۱- اپریل ۱۹۳۰ء)

اگر امریکہ جناب مفتی صاحب کو کسی ایسے عقیدہ کی بنا پر تبلیغ اسلام کرنے سے روکتا۔ جس میں دوسرے مسلمان ہمارے ساتھ متفق نہیں ہیں۔ تو شاید مذکورہ بالا الفاظ لکھنے والا معذور سمجھا جاتا۔ لیکن کس قدر حیرانی اور تعجب کا مقام ہے۔ کہ امریکہ جناب مفتی صاحب کو اس لئے روکتا ہے۔ . . . . کہ اسلام تعدد ازدواج کی اجازت دیتا ہے۔ اور یہ ایسی بات ہے۔ جس کو تمام اسلامی فرقے تسلیم کرتے ہیں۔ گویا اس طرح امریکہ نے ہر ایک فرقہ کے مسلمانوں کے لئے امریکہ میں اشاعت اسلام کا دروازہ بند کر دیا ہے۔ یہی بات تھی۔ جس کی طرف ہم نے تمام مسلمانوں کو توجہ دلائی تھی۔ ورنہ اگر اس کا اثر صرف ہمارے سلسلہ تک ہی محدود ہوتا۔ تو ہم کبھی ان کو اس امر کی طرف متوجہ نہ کرتے۔ لیکن چونکہ اس کا اثر تمام مسلمانوں تک پہنچتا تھا۔ اس لئے ہم نے ان کو آگاہ کیا۔ مگر افسوس

اور ہزار افسوس کہ انہیں اس کا کچھ بھی احساس نہ ہوا
کیا اسلام کا درد رکھنے والوں کے لئے اشاعت اسلام
کا دم بھرنے والوں کے لئے اسلام کو خدا کا سچا مذہب
یقین کرنے والوں کے لئے یہ رنج اور افسوس کا مقام
نہیں ہے۔ کہ امریکہ ان کے مذہب کی اشاعت کے لئے
تو اپنے دروازے بند کردے۔ لیکن عیسائیت کی
اشاعت کے لئے ہندوستان میں اپنے مشنری بھیجتا
رہے۔ اور وہ لوگوں کو طرح طرح سے تثلیث پرستی
کی دعوت دیتے رہیں۔ یہ بات ہر ایک مسلمان کے لئے
خواہ وہ کسی فرقہ سے تعلق رکھتا ہو۔ نہایت ہی تکلیف دہ
اور رنج افزا ہونی چاہیئے تھی۔ لیکن مسلمانوں کی
حالت ایسی افسوسناک ہوگئی ہے۔ کہ ایک طرح سے
اسپر خوشی کا اظہار کر رہے ہیں۔ اور اتنا نہیں سوچتے کہ
امریکہ نے احمدیت کی اشاعت کو نہیں روکا۔ بلکہ اس
اسلام کی اشاعت کو بھی روک دیا ہے۔ جس کے وہ
دعویدار ہیں۔ کیونکہ تعدد ازدواج کے اسلامی عقیدہ کو
وہ بھی تسلیم کرتے ہیں۔

بات اصل میں یہ ہے کہ مسلمانوں میں نہ تو اشاعت
اسلام کا جوش ہے۔ اور نہ طاقت بلکہ انہیں خیال
ہے۔ کہ جن عقائد پر انہیں خود تسلی اور اطمینان نہیں وہ انہیں
دوسروں کو کیسے منوا سکتے ہیں۔ اس لئے امریکہ چھوڑ اگر
ساری دنیا بھی کہدے۔ کہ کسی جگہ اسلام کی اشاعت
نہ کی جائے۔ تو ان کی بلا سے۔ وہ تو آگے اشاعت اسلام
کے لئے کونسے تیار بیٹھے ہیں۔ کہ دنیا کے روک دینے
سے رنجیدہ ہونگے۔ ورنہ اگر انہیں بھی اسلام کی اشاعت
کا خیال ہوتا۔ جیسے کہ وہ دعویدار ہیں۔ اور اس کی اشاعت
کے لئے کوشش کرتے تو امریکہ کے اس ناروا سلوک
پر چونک اٹھتے۔ اور اس وقت تک دم نہ لیتے۔ جب
تک اشاعت اسلام کے لئے ایسی ہی آزادی حاصل
کر لیتے جیسی کہ امریکن مشنریوں کو ہندوستان میں عیسائیت کی
تبلیغ کرنے میں حاصل ہے۔

کاش! مسلمان سمجھیں۔ اور سوچیں کہ دنیا ان کے مٹانے
اور تباہ کرنے کے لئے کیا کیا طریق اختیار کر رہی ہے۔
اور وہ اس کے مقابلہ میں اپنی ہستی کو قائم و برقرار رکھنے
کے لئے کیا کر رہے ہیں۔ دنیاوی طاقت اور قوت کے لحاظ
سے اسوقت مسلمانوں کی جو حالت ہے۔ اور آئندہ جو روز
بروز ہوتی جارہی ہے۔ وہ سب کو معلوم ہے۔ اب اگر
اشاعت اسلام کے راستہ میں بھی روکاوٹیں حائل ہوگئیں تو
پھر سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ اسلام اور مسلمانوں کی کیا حالت
ہو جائیگی +

اس نہایت شدید خطرہ کو محسوس کرتے ہوئے ہم پھر
مسلمانوں کو توجہ دلاتے ہیں۔ کہ وہ ہمارے مشنری کی شخصیت
کو چھوڑ کر یہ دیکھیں۔ کہ امریکہ کی اس روش سے اسلام
پر کیا اثر پڑے گا۔ ہمارے عقائد سے انہیں لاکھ اختلاف
سہی۔ لیکن اسلام کے نام لیوا تو وہ بھی ہیں۔ اور اشاعت
اسلام ان کا بھی فرض ہے۔ وہ اٹھیں اور امریکہ سے
اپنے لئے اشاعت اسلام کی اجازت حاصل کریں۔ اور ایسی
اسلام کو اہل امریکہ کے سامنے پیش کرنا شروع کردیں۔ جس
کے وہ مدعی ہیں۔ ورنہ یہی سمجھا جائیگا۔ کہ نہ تو وہ خود
اشاعت اسلام کر سکتے ہیں اور نہ کسی اور کو کرتے دیکھنا
چاہتے ہیں۔ کیا مسلمان اسپر غور کرینگے +

امریکہ کے ناروا سلوک کے خلاف ہندو اخبارات کی آواز۔

امریکہ نے اشاعت اسلام کے راستہ میں جو روک ڈالی ہے۔ مسلمانوں کا فرض تھا۔ کہ اس کے دور کرنے کی کوشش
کرتے۔ لیکن انہوں نے اس بارے میں جو کچھ کیا ہے اس
کا ذکر ہم دوسری جگہ کر چکے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں وہ
ہندو اور آریہ اخبار ہمارے شکریہ کے مستحق ہیں۔ جنہوں
نے امریکہ کے اس سلوک کے خلاف آواز اٹھائی ہے
جو اسنے اسلام سے روا رکھا ہے۔ ذیل میں ہم ان
کے اقتباس درج کرتے ہیں۔

اخبار عام مورخہ ۲۴- اپریل ۱۹۲۰ء "امریکہ میں
اسلامی مشنری کا داخلہ روکدیا" کے عنوان سے لکھتا
ہے:-

"تمام اسلامی حلقوں میں یہ خبر رنج و افسوس سے پڑھی
جائیگی۔ کہ امریکہ میں مشہور اسلامی مشنری
مفتی محمد صادق صاحب ایم۔ اے۔ آر۔ اے۔ ایس کا داخلہ
روک دیا گیا ہے۔ اور یہ ساری کارروائی اس لئے عمل میں
لائی گئی ہے۔ کہ مفتی صاحب اس مذہب کے مشنری ہیں
جس میں کثرت ازدواج کا مسئلہ موجود ہے۔ امریکہ جیسے
جمہوریت و حریت پسند ملک کی یہ کارروائی سخت شرمناک
ہے۔ اور اسلام اس کارروائی پر دلی نفرین بھیجیگا۔
جب ہندوستان میں امریکن مشنری داخل ہوکر کھلے
بندوں عیسائیت کا پرچار کرتے ہیں۔ تو ہندوستان
کے ایک اسلامی مشنری کے ساتھ امریکہ کا یہ سلوک سراسر
قابل افسوس ہے۔ امید ہے۔ کہ تمام اسلامی حلقوں میں اس
کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی جائیگی۔ اور امریکہ کے
پریزیڈنٹ مسٹر ولسن کو اعتراضی پیغام ارسال کئے
جائینگے"

کاش! مسلمان اپنے مذہب کے متعلق اتنی غیرت دکھاتے
جتنی ایک ہندو اخبار ان سے دیکھنے کی امید رکھتا ہے۔
دوسرا آریہ اخبار پرکاش اپنے ۱۸- اپریل کے پرچہ میں
"احمدی پرچارک کو امریکہ میں پرچار کی ممانعت" کے عنوان
سے لکھتا ہے:-

"ناظرین کو معلوم ہوگا کہ احمدیوں کی قادیانی جماعت کے
چند اولوالعزم اور بلند ہمت پرچارک عرصہ تین سال سے
انگلستان میں احمدیت کا پرچار کرتے تھے۔ اب انہوں نے
اپنے دائرہ کو وسیع کرنے کے لئے امریکہ میں بھی اپنے
مذہب کی تبلیغ شروع کرنے کا بیڑا اٹھایا تھا۔ چنانچہ
قادیان کے خلیفہ صاحب کے حکم سے مفتی محمد صادق صاحب
امریکہ تشریف لے گئے۔ لیکن جب آپ وہاں پہونچے۔ تو
وہاں کی گورنمنٹ نے اس بنا پر انہیں اپنے مذہب کی
تلقین کرنے کی اجازت نہیں دی۔ کہ ان کا ایک ایسے
مذہب کے ساتھ تعلق ہے۔ جو کثرت ازدواج کا حامی
ہے۔ اگرچہ ہمیں افسوس ہے۔ کہ امریکہ جیسے آزادی اور
مساوات کے دعویدار ملک کی طرف سے ان احمدی
اصحاب کے ساتھ ایسا نامناسب سلوک کیا گیا۔ لیکن ہم
اسقدر کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ موجودہ تہذیب اور روشنی
کے زمانہ میں اسلام کو اپنے بعض مسائل کی ترمیم کرنی
پڑیگی۔ اس کے ساتھ ہی یہ واقعہ ان مسلمانوں کی بھی

آنکھیں کھول دیگا۔ جو ایک آدھ گمنام شخص کی تحریروں کی بنا پر اس بات کے منتظر تھے۔ کہ گذشتہ جنگ یورپ میں نتیجہ کے طور پر اب یورپ میں کثرت ازدواج کا رواج جاری ہونیوالا ہے۔ بہر حال ہمیں اپنے احمدی دوستوں کے ساتھ اس معاملہ میں پوری ہمدردی ہے اور ہم ان کے ساتھ اس بات میں متفق الرائے ہیں کہ جب امریکن پادریوں کو جن کے بعض اعتقادات اور خیالات مشرقی تہذیب کے سراسر منافی ہیں ہندوستان میں آزادی کے ساتھ آنے اور اپنے مذہب کا پرچار کرنے کی اجازت دیجاتی ہے۔ تو ہندوستانیوں کو امریکہ میں ویسے ہی کام سے کیوں روکا جاتا ہے"۔ تعجب ہے۔ پرکاش نے مسلم مشنری سے امریکہ کے نامناسب سلوک کرنے پر یہ کیونکر نتیجہ نکال لیا کہ:۔

"موجودہ تہذیب اور روشنی کے زمانہ میں اسلام کو بعض مسائل کی ترمیم کرنی پڑیگی"

تعدد ازدواج کی وجہ سے امریکہ کا مسلم مشنری کو اشاعت اسلام سے روکنا ایسی بات ہے۔ کہ جس کی لغویت اور بیہودگی اگر پہلے نہیں تو اب دنیا سمجھ گئی ہے۔ یورپ عورتوں کی کثرت اور مردوں کی کمی کی وجہ سے ایسی تجویزیں کر رہا ہے۔ کہ ایک مرد کئی عورتوں سے تعلق رکھ سکے۔ پس یہ ہرگز صحیح نہیں ہے۔ کہ اسلام کو اپنے بعض مسائل میں ترمیم کرنی پڑیگی۔ بلکہ صحیح یہ ہے۔ کہ دنیا اپنے غلط خیالات چھوڑ کر اسلامی مسائل کے سامنے گردن خم کریگی۔ چنانچہ کر رہی ہے۔ اور کئی باتوں کو چھوڑ کر حال ہی میں طلاق کے متعلق انگلستان میں جو قانون پاس ہوا ہے۔ اسے دیکھ لیا جائے عیسائیت سوائے زنا کے اور کوئی وجہ طلاق دینے کی جائز قرار نہیں دیتی۔ لیکن جو قانون پاس ہوا ہے اس کی بنیاد انہی باتوں پر رکھی گئی ہے۔ جو اسلام نے پیش کر کے طلاق کی اجازت دی ہے۔

شاید پرکاش کو دوسروں کی بات سمجھ میں نہ آئے اس لئے ہم گذارش کرتے ہیں۔ کہ مہربانی کر کے وہ اپنے ہاں ہی دیکھ لے۔ کہ سوامی دیانند نے بیوہ کی شادی کو کیسا بُرا قرار دیا ہے۔ اور کس قدر زور کے ساتھ اس سے روکا ہے لیکن حالات اور واقعات سے مجبور ہو کر کئے دن آریہ اخبارات بیوگان کی شادی پر زور دیتے رہتے ہیں۔ اور اگر کسی بیوہ کی کہیں شادی ہو جاتی ہے۔ تو اسپر بڑی خوشی اور مسرت کا اظہار کرتے ہیں۔ حالانکہ آریہ دھرم کی صریح مخالفت اور اسلامی حکم کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کا کھلا کھلا ثبوت ہے۔ پس دنیا چونکہ مجبور ہو ہو کر اسلامی تعلیم کے آگے جھک رہی ہے اس لئے ہم نہیں بلکہ واقعات "پرکاش" کے اس خیال کی بڑے زور کے ساتھ تردید کر رہے ہیں کہ:

"موجودہ تہذیب اور روشنی کے زمانہ میں اسلام کو اپنے بعض مسائل کی ترمیم کرنی پڑیگی"

اسلام کو تو جب ترمیم کرنے کی ضرورت پڑیگی دیکھا جائیگا۔ اسوقت تو دوسرے مذاہب جنمیں ویدک دھرم بھی شامل ہے۔ اپنے مسائل کو بدل رہے ہے۔ اور کئی باتوں میں اسلامی تعلیم پر عمل کر رہے ہیں ٭

مولوی محمد علی صاحب اور مرزا نذر علی صاحب کی چپقلش

ہم نے الفضل کی ۲۹ مارچ کی اشاعت میں جناب مولوی محمد علی صاحب اور ان کے محب مخلص جناب مرزا نذر علی صاحب پشاوری کی تحریرات مندرجہ پیغام کی بنا پر ایک مضمون بعنوان "خلافت ٹرکی کے متعلق مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ساتھیوں میں اختلاف" لکھا تھا۔ جس میں بتایا گیا تھا کہ جناب مولوی صاحب جس مسئلہ کو "منصوصہ موعودہ" کہتے ہیں۔ اسی کو جناب مرزا نذر علی صاحب توجیہات بعیدہ قرار دیتے ہوئے صاف لکھتے ہیں۔ کہ "ترکی خلافت ہرگز آیت استخلاف کے ماتحت نہیں" اس کے متعلق ۱۲۔ اپریل کے پیغام میں ایک مضمون "حضرت امیر اور مولانا نذر علی صاحب میں کوئی اختلاف نہیں" کے عنوان سے شائع ہوا ہے۔ جس میں پیغام کے نئے ایڈیٹر صاحب نے جو چند ہی دن سے ایڈیٹری کی کرسی پر رونق افروز ہوئے ہیں۔ اپنی قابلیت کے جوہر دکھلاتے ہوئے ایک طول طویل اور دور از مطلب تمہید لکھ کر یہ ثابت کرنے کی ناکام اور بے ہودہ کوشش کی ہے کہ مولوی محمد علی صاحب اور مرزا نذر علی صاحب میں اس مسئلہ کے متعلق کوئی اختلاف نہیں ہے۔ لیکن اتنی بھی جرأت نہیں کی گئی۔ کہ سارے مضمون میں ایک ہی دفعہ مرزا نذر علی صاحب کا وہ فقرہ نقل کر دیا جاتا۔ جس کو پیش کر کے ہم نے مولوی محمد علی صاحب سے ان کا اختلاف ثابت کیا تھا اور صرف مرزا صاحب کے اس فقرہ کو لیکر کہ

"میں ان توجیہات و تاویلات بعیدہ کو تسلیم نہیں کرتا"

لکھ دیا ہے کہ:۔

"بتلائیں کہ آیا صرف ان کا مشارٌ الیہ کہاں حضرت امیر کے دلائل کو قرار دیا گیا ہے"

حالانکہ اگر سارا فقرہ نقل کیا جاتا۔ تو پھر ہم سے یہ پوچھنے کی ضرورت نہ رہتی۔ ہم پیغام کے نو آموز ایڈیٹر صاحب کے کہنے پر ان کو بتلاتے ہیں کہ:۔

"مولانا نذر علی صاحب نے یہ فقرہ ان تاویلات بعیدہ اور توجیہات باطلہ کے لئے استعمال کیا ہے۔ کہ جو محمودی اور شیعہ حضرات خلافت فاسدہ کو ثابت کرنے کے لئے آیت استخلاف کی بنا پر پیش کرتے ہیں"

لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی پوچھتے ہیں کہ اگر یہ فقرہ بقول تمہارے محمودی اور شیعہ حضرات کی ان توجیہات کے متعلق استعمال کیا گیا ہے۔ جو وہ خلافت فاسدہ کو ثابت کرنے کے لئے آیت استخلاف کی بنا پر پیش کرتے ہیں۔ تو کیوں اسی فقرہ کے مشارٌ الیہ مولوی محمد علی صاحب نہیں ہو سکتے کہ وہ بھی سلطان ٹرکی کو آیت استخلاف کے ماتحت ہی خلیفہ قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ مرزا نذر علی صاحب کے نزدیک "ترکی خلافت ہرگز آیۃ استخلاف کے ماتحت نہیں"۔ پس اگر "شیعہ" اور "محمودی" آیت استخلاف کے ماتحت کسی خلافت کو ثابت کرنے کے لئے جو دلائل پیش کرتے ہیں۔ وہ تاویلات بعیدہ ہیں۔ تو خلافت ٹرکی کو آیت استخلاف کے ماتحت قرار دینے والا بھی ان کے نزدیک توجیہات و تاویلات بعیدہ سے ہی کام لیتا ہے۔ کیونکہ وہ صاف طور پر کہہ رہے ہیں کہ "ترکی خلافت ہرگز آیت استخلاف کے ماتحت نہیں"۔ باقی رہا ان کا وہ فقرہ جسمیں انہوں نے اس بات پر مسرت کا اظہار کیا ہے۔ کہ "جیسا کہ میری تحقیقات تھی بالکل وہی خیال امیر المومنین (مولوی محمد علی)

کا بھی ہے"۔ اس میں او مضوں نے اپنی اس تحقیقات کا ذکر بھی کر دیا ہے۔ اور وہ یہ کہ "امیر شام کے عہد سے جبکہ امام حسین علیہ السلام سے خلع از خلافت کر لیا تھا۔ خلافت دو شعبوں میں تقسیم ہو گئی تھی۔ روحانی خلافت اور جسمانی یا دنیوی خلافت"

یہ ہے وہ بات جس کی مولوی محمد علی صاحب کے تقلید کرنے پر مرزا صاحب نے مسرت کا اظہار کیا ہے۔ اور اسی سے اپنی رائے کا اتفاق ظاہر کیا ہے۔ اس سے وہ اختلاف اور انشقاق ہرگز دور نہیں ہو سکتا۔ جو ہم نے مولوی محمد علی صاحب اور مرزا انذر علی صاحب کے عقائد میں ان کی تحریروں کی بنا پر دکھایا ہے۔ اور جسے مزید غور کرنے کے لئے پھر ذیل میں درج کرتے ہیں۔ اگر مولوی صاحب اور مرزا صاحب کا اس معاملہ میں کوئی اختلاف نہیں۔ تو ایڈیٹر پیغام براہ کرم گستری ان دونوں کی حسب ذیل تحریروں میں تطبیق کر کے دکھائیں۔

مولوی محمد علی صاحب نے اپنے ایک خطبہ جمعہ میں جو ۵ جنوری ۱۹۲۰ء کے پیغام میں شائع ہوا ہے ارشاد فرمایا کہ:۔

"سلطان ٹرکی خلیفہ ہے۔ اور آیۃ استخلاف کے ماتحت اس کی بادشاہت بوجہ مرکز پر حکمران ہونے کے اور مقامات مقدسہ کی خدمت و حفاظت کرنے کے خلافت اسلامی کا حکم رکھتی ہے۔ اور وہی خلافت کا صحیح حقدار ہے"

جس سے صاف ظاہر ہے کہ ان کے نزدیک سلطان ٹرکی کی خلافت آیت استخلاف کے ماتحت ہے۔ لیکن اس کے مقابل پر ۱۱- فروری سنہ ۱۹۲۰ء کے پیغام میں مرزا انذر علی صاحب کا جو مضمون "خلافت اسلامی اور آیۃ استخلاف" کے عنوان سے چھپا۔ اس میں انہوں نے لکھا ہے کہ:۔

"میں ان توجیہات و تاویلات بعیدہ کو تسلیم نہیں کرتا بے شک خلفاء اربعہ حتیٰ کہ امام حسن علیہ السلام کی خلافت آیۃ استخلاف کے ماتحت تھی اور ضرور تھی۔ ترکی خلافت ہرگز آیۃ استخلاف کے ماتحت نہیں۔ البتہ مسلمان بادشاہ ہے"

گویا مرزا انذر علی کے نزدیک خلفاء اربعہ اور امام حسن کی خلافت تو آیت استخلاف کے ماتحت تھی۔ لیکن ان کے علاوہ کسی اور خلافت کو آیۃ استخلاف کے ماتحت کہنا "توجیہات و تاویلات بعیدہ" ہیں۔ ان کا اتنا ہی کہنا کافی تھا لیکن انہوں نے آگے مولوی محمد علی صاحب کے خیال سے اختلاف ظاہر کرنے کے لئے کھول کر کہہ دیا کہ "ترکی خلافت ہرگز آیۃ استخلاف کے ماتحت نہیں"

اگر ایڈیٹر صاحب پیغام میں ہمت ہے۔ تو ان دونوں باتوں میں تطبیق کر کے دکھائیں۔ ورنہ عذر گناہ بدتر از گناہ کی مثال کو تازہ نہ کریں ٭

مولوی محمد علی اور مرزا انذر علی کے اختلاف کو دور کرنیکی ناکام سعی

جناب مولوی محمد علی صاحب نے اپنے ایک خطبہ میں فرمایا کہ ہمیں فیروزپور میں مبائعین کے سلسلہ نے یہ طریق پیش کیا۔ کہ ہماری اختلاف کے فیصلہ کے لئے دونوں طرف سے حضرت مرزا صاحب کے چند اقوال پیش کرنے سے کوئی نتیجہ نہیں نکل سکتا۔ کوئی بنیاد قائم کرنی چاہیئے۔ اور وہ یہ کہ ہم قرآن شریف سے فیصلہ کریں۔ لیکن اس کے جواب میں مبائعین کی طرف سے کہا گیا کہ کیا حضرت صاحب حکم نہیں ہیں کہ ہم ان کے اقوال کو قرآن و حدیث سے پیش کریں۔ لیکن پیغام کے اسی پرچہ میں جس میں یہ خطبہ چھپا۔ مرزا انذر علی صاحب کا ایک مضمون شائع ہوا۔ جسمیں انہوں نے لکھا۔ کہ میاں صاحب اور ان کے مرید مسیح موعود کی کتابوں کو چھوڑ کر قرآن کو پیش کرتے ہیں۔ جو کہ ایسی نامعقول بات ہے کہ جس کے بیہودہ ہونے پر عقل و نقل شاہد ہے۔

اب صاف ظاہر ہے۔ کہ یہ دونوں باتیں ایک دوسری کے بالکل متضاد اور متخالف ہیں۔ اس اختلاف کو پیش کر کے ہم نے ۸- اپریل کے الفضل میں لکھا تھا کہ

"کیا پیغام یہ بتلانے کی تکلیف گوارا کریگا کہ مولوی محمد علی صاحب نے جو کچھ مبائعین کے متعلق فرمایا وہ جھوٹ ہے یا جو کچھ مرزا انذر علی صاحب نے لکھا وہ غلط؟"

اس کے جواب میں پیغام نے جو درافشانی کی ہے وہ یہ ہے کہ:۔

"سمجھ میں نہیں آتا کہ ایڈیٹر الفضل کو اختلاف کی کونسی بات اسمیں نظر آئی۔ ایسی بھگوڑے ہمیشہ بھاگا ہی کرتے ہیں۔ جب قرآن کریم کی رو سے بحث کے لئے بلایا جاتا ہے۔ تو کہتے ہیں۔ ہم حضرت صاحب کی کتابوں کی رو سے بحث کرینگے۔ کیونکہ وہ حکم عدل ہیں۔ کیا وہ قرآن نہیں جانتے تھے۔ جو ہم ان کتابوں کو چھوڑ کر بحث کریں۔ اور جب یہ کہا جاتا ہے۔ کہ اس متنازعہ فیہ مسئلہ کا فیصلہ حضرت صاحب کی کتابوں کی رو سے کرلو تو کہتے ہیں۔ کہ ہم تو صرف قرآن کریم کی رو سے مسئلہ کو طے کرینگے"

ان الفاظ کو پڑھکر ہمیں افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ ایڈیٹر صاحب پیغام جنھیں ویدوں کے دقیق مسائل حل کرنے کا دعویٰ ہے۔ اور جو ودیارتھی کے لقب سے ملقب کئے جاتے ہیں۔ وہ مولوی محمد علی اور مرزا انذر علی کی اردو عبارت سمجھنے کی بھی قابلیت نہیں رکھتے۔ ورنہ اس بیہودہ طریق سے ان کو تطبیق دینے کی جرأت نہ کرتے۔ ودیارتھی صاحب ذرا غور فرمائیے۔ آپ کہتے ہیں کہ جب آپ کی طرف سے ہمیں قرآن کی رو سے بحث کے لئے بلایا جاتا ہے۔ تو ہم کہدیتے ہیں کہ ہم حضرت صاحب کی کتابوں کی رو سے بحث کرینگے۔ لیکن ہم پوچھتے ہیں۔ آپ لوگ ہمیں قرآن کی رو سے بحث کرنے کے لئے بلاتے ہی کس منہ سے ہیں۔ جبکہ آپ خود کہتے ہیں کہ "یہ ایسی نامعقول بات ہے۔ کہ جس کے بیہودہ ہونے پر عقل و نقل شاہد ہے"۔ کیا آپ لوگوں کے لئے یہ شرم کا مقام نہیں ہے۔ کہ جس بات کی بیہودگی پر عقل و نقل کو خود ہی شاہد بتائیں۔ اسی کو ہمارے سامنے پیش کریں پس اگر یہ مان بھی لیا جائے۔ کہ آپ لوگ ہمیں قرآن کریم کی رو سے بحث کے لئے بلاتے ہیں۔ تو ہم یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ کیا اسوقت آپ کو اپنا یہ قول بھول جاتا ہے۔ کہ "یہ ایسی نامعقول بات ہے۔ کہ جس کے بیہودہ ہونے پر عقل و نقل شاہد ہے" اور آپ جان بوجھ کر اس تسلیم کی ہوئی بیہودگی کا ارتکاب کرتے ہیں۔ اسی طرح ہم کہتے ہیں۔ آپ کا یہ کہنا کہ آپ کی طرف سے ہمیں یہ کہا جاتا ہے۔ "اس متنازعہ فیہ مسئلہ کا فیصلہ حضرت صاحب کی کتابوں کی رو سے کرلو"

اگر درست ہے۔ تو اس کے متعلق مولوی محمد علی صاحب نے جو ارشاد فرمایا ہے۔ کہ "جن لوگوں نے ایسا طریق اختیار کیا ہے وہ کبھی بھی حقیقت کو نہیں پہونچے" اس کے متعلق کیا خیال رکھتے ہیں۔ اگر مولوی صاحب کی یہ بات درست ہے۔ تو آپ لوگوں کا حضرت صاحب کی کتابوں کی رو سے فیصلہ کرنے کے لئے بلانا ایک بالکل لغو اور بے ہودہ بات ہے۔ اور اگر درست نہیں۔ تو اس کا اقرار ہونا چاہیئے۔

ایڈیٹر صاحب پیغام کو ذرا ہوش سے کام لیکر مولوی محمد علی صاحب اور مرزا نذر علی صاحب کے الفاظ کو پڑھنا چاہیئے تا معلوم ہو کہ ہمارے مقابلہ میں جو طریق فیصلہ مولوی محمد علی صاحب پیش کرتے ہیں۔ اس کے متعلق مرزا نذر علی صاحب فرماتے ہیں۔ کہ "یہ ایسی نامعقول بات ہے۔ کہ جس کے بیہودہ ہونے پر عقل و نقل شاہد ہے۔" اور جو طریق فیصلہ مرزا نذر علی صاحب بتاتے ہیں۔ اس کی نسبت مولوی محمد علی صاحب کا یہ ارشاد ہے۔ کہ "جن لوگوں نے ایسا طریق اختیار کیا ہے وہ کبھی بھی حقیقت کو نہیں پہونچے" مولوی محمد علی صاحب اور مرزا نذر علی صاحب کے ان الفاظ کو سامنے رکھ کر ایڈیٹر صاحب پیغام اپنی قابلیت کے جوہر دکھلائیں۔ اور ان کی تطبیق کر کے دکھائیں۔

معلوم ہوتا ہے۔ ایڈیٹر صاحب پیغام اپنے آپ کو مرزا نذر علی تو الگ رہے۔ مولوی محمد علی صاحب سے بھی اونچے درجہ پر سمجھتے ہیں۔ چنانچہ ان کے پیش کردہ طریق کے متعلق یہ بتاتے ہوئے کہ وہ الگ الگ طریق سے فیصلہ کرنا چاہتے ہیں۔ لکھتے ہیں۔ "اور جو کبھی ہمارے جیسے مل گئے۔ اور کہدیا کہ آؤ دونوں کی رو سے کر لو۔ تو کہیں گے۔ کہ نہ قرآن نہ حدیث۔ ہم تو حنیم سا کہی بھائی بالا کی رُو سے نبوت مسیح موعود پر بحث کرینگے" گویا جو طریق فیصلہ مرزا نذر علی پیش کرتے ہیں۔ اس سے بھاگ کر مولوی محمد علی صاحب دوسرا پیش کرتے ہیں۔ اور جو طریق مولوی محمد علی صاحب پیش کرتے ہیں اس سے مرزا نذر علی جان بچانا چاہتے ہیں۔ لیکن ایڈیٹر صاحب ایسے بہادر ہیں۔ کہ وہ دونوں طریق پر بحث کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اگر یہ بات درست ہو۔ تو ہم غیر مبایعین سے سفارش کرینگے۔ کہ وہ مولوی محمد علی صاحب کی بجائے ایڈیٹر صاحب پیغام کو اپنا امیر منتخب کر کے حق بحقدار رسید کا ثبوت دیں۔ تاکہ جس بات سے مولوی محمد علی صاحب کنی کتراتے ہیں۔ اسپر وہ عمل کر کے دکھا دیں۔ ممکن ہے ہماری یہ آواز تمام غیر مبایعین تک نہ پہنچ سکے۔ اس لئے ہم ایڈیٹر صاحب پیغام سے گذارش کرتے ہیں۔ کہ اول تو وہ خود پر زور الفاظ میں اپنی امارت کے لئے تحریک کریں لیکن اگر اس میں ان کے لئے کچھ مشکلات ہوں۔ تو ہماری سفارش کو ہی شائع کر دیں۔ کچھ بعید نہیں۔ کہ ان کی حق رسی ہو جائے۔ ورنہ جب تک انہیں یہ درجہ حاصل نہ ہو جائے اسوقت تک ہم ان کو محمد علی صاحب سے کسی بات میں بھی بڑھکر ماننے کے لئے تیار نہیں۔ اور ان کے اس قسم کے دعویٰ کو ناقابل التفات سمجھتے ہیں۔ پس وہ غیر مبایعین کی امارت کا درجہ حاصل کریں۔ اور اس کا اطمینان رکھیں۔ کہ نہ آج تک ہماری طرف سے کبھی یہ کہا گیا ہے۔ اور نہ آئندہ کہا جائیگا۔ کہ "نہ قرآن نہ حدیث۔ ہم تو جنم ساکھی بھائی بالا کی رو سے نبوت مسیح موعود پر بحث کرینگے"

عنقریب ہم ایک مضمون شایع کرنیوالے ہیں جسمیں مولوی محمد علی صاحب کو چیلنج دیا جائیگا۔ کہ جو طریق فیصلہ آپ قرار دیتے ہیں۔ اسی کی رُو سے گفتگو کریں۔ دیکھیں اسپر مولوی صاحب کونسا پہلو بدلتے ہیں۔

النظر

پانچ کتابیں

پنجاب پبلسٹی کمیٹی کی طرف سے ہمیں پانچ کتابیں بغرض ریویو موصول ہوئی ہیں۔ جو ایک مستقل سلسلہ مضمون پر مشتمل ہیں۔ اور ان میں ان تبدیلیوں پر نظر تنقید ڈالی گئی ہے۔ جو ریفارم ایکٹ کی وجہ سے معرض ظہور میں آئینگی۔ کتاب نمبر ۱ میں ۲۰۔ اگست ۱۹۱۷ء کے اعلان کی اہمیت۔ ذمہ دار حکومت کے مفہوم اور تدریجی ترقی کی ضرورت پر بحث کی گئی ہے۔ دوسری کتاب کا نفس مضمون خود اختیار سکیم۔ چیمسفورڈ مانٹیگو سکیم اور کمیٹی حقوق رائے دہندگی اور کمیٹی تقسیم فرائض کی رپورٹ ہے۔ تیسری کتاب میں گورنمنٹ ہند کا مراسلہ درج ہے۔ نیز پارلیمنٹ کے مباحثہ کی کیفیت اور مشترکہ کمیٹی کی سفارشوں کا بیان ہے۔ چوتھی کتاب گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ مجریہ ۱۹۱۹ء کے مکمل اردو ترجمہ پر مشتمل ہے۔ اس سلسلہ کی آخری کتاب ایکٹ ہذا کی مبسوط شرح پر مشتمل ہے۔ ان کتابوں کے مطالعہ سے گورنمنٹ آف انڈیا کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ اور پتہ چلتا ہے۔ کہ جدید آئینی اصلاحات اپنی نوعیت میں کیسی ہیں۔ چار آنے کے ٹکٹ بھیجنے پر پانچ کتابوں کا مکمل سلسلہ دفتر پنجاب پبلسٹی کمیٹی لاہور سے دستیاب ہو سکتا ہے۔

معین المبلغین حصہ اول

جناب ماسٹر احمد حسین صاحب فریدآبادی ایڈیٹر رسالہ "اتالیق" قادیان نے تین چار سال کا عرصہ گذرتا ہے۔ اس نام سے ایک ٹریکٹ احمدیت کے متعلق مختصر مگر جامع لکھا تھا۔ جو بہت مقبول ہوا۔ چونکہ وہ ختم ہو چکا تھا۔ اسلئے اب ماسٹر صاحب موصوف نے بہت سی ایزادی کے بعد اور ہر قسم کے ضروری مسائل کے متعلق مناسب واقفیت اور دلائل کو جمع کر کے دو حصوں میں تقسیم کر دیا ہے جس کا پہلا حصہ شایع ہو چکا ہے۔ اور دوسرا زیر طبع ہے پہلے حصہ کی ضخامت مع رنگین ٹائٹل ۔ ۱۴۰ صفحات۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ بہت اچھا ہے۔ قیمت صرف ۸ر۔ یہ رسالہ تبلیغ احمدیت کے لئے ت مفید ہے۔ احباب منگوا کر فائدہ اٹھائیں۔

رسول مقبول

یہ اس سلسلہ کا چھٹا ٹریکٹ ہے جو ماسٹر صاحب موصوف مسلمان مستورات کی دینی اور تعلیمی اور معاشرتی تعلیم و تربیت کے لئے لکھ رہے ہیں۔ اس ٹریکٹ میں انہوں نے نہایت آسان زبان اور دلپسند اور مرغوب پیرایہ میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق عظیم اور اخلاقی اور مصلحانہ معجزات بیان فرما کر آپ کی عظمت کو ظاہر کیا ہے۔ ضخامت مع رنگین ٹائٹل ۴۲ صفحات۔ کتابت و طباعت روشن اور جلی کاغذ دبیز۔ قیمت صرف ۲ر۔ دونوں کتابیں ماسٹر صاحب مندرجہ بالا پتہ سے طلب فرمائیں۔

نامۂ لنڈن

(نوشتہ مولوی عبدالرحیم صاحب نیّر - ۲۵ مارچ ۱۹۲۰ء)

نو احمدیوں کی فہرست

ایک نو مولود احمدی بچہ کا عقیقہ و ختنہ

انگلستان میں جماعت احمدیہ

گذشتہ دو نامجات لنڈن میں اللہ تعالیٰ کی تائید سے سوتھ سی اور برمنگھم میں نئے لوگوں کے اسلام لانے کی خبر دے چکا - اور وعدہ کر چکا ہوں - کہ مسلمانوں کی مفصل فہرست اس ہفتہ کے خط میں پیش کروں گا - چنانچہ حسب وعدہ فہرست شائع کرتا اور احباب کرام کو مبارکباد دیتا ہوں - کہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانیوالی سعید ارواح محولہ بالا دو شہروں کو شامل کرکے اسوقت انگلستان کے سات شہروں میں موجود ہیں - اور برمنگھم اس سلسلہ اشاعت کی سب سے آخری کڑی ہے - اللھم زد فزد

تازہ نومسلموں کی فہرست

(۱) سابق نام - ہربرٹ ولیم ایبٹ - اسلامی نام - ناصر الدین - یہ دوست قاضی عبد اللہ صاحب کے زمانہ سے زیر تبلیغ تھے اور اخویم محمد یونس ایونس کے ذریعہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لٹریچر کا مطالعہ کرتے رہے ہیں - آخر خدا نے ان پر رحم کیا اور مولوی فتح محمد سیال کا لیکچر سنکر اسلام لائے ہیں - سوتھ سی تھیوسوفیکل سوسائٹی کے فیلو تعلیم یافتہ اعلیٰ طبقہ کے آدمی ہیں +

(۲) ایزک فیٹ - محمد اسحٰق

(۳) ییٹا فیٹ - ہاجرہ - اہلیہ اخویم محمد اسحٰق

(۴) ایبی فیٹ - محمد اسمٰعیل - بیٹا لڑکا عمر ۱۹ برس

(۵) مائکل فیٹ - محمد یعقوب - دوسرا لڑکا عمر ۱۷ برس

یہ سب یہودی خاندان برمنگھم میں کاروبار تجارت کرتا ہے - اخویم محمد سلمان فیتھ کی تبلیغ سے مسلمان ہوئے ہیں -

(۶) ریگی تھویڈ - عزیز - مسٹر عزیزہ والتھو کی تبلیغ سے مسلمان ہوا ہے -

ایک نو مسلمہ کا خط

"فاطمہ کیتھلین کا خط دربار خلافت میں"

میرے پیارے اور مقدس پیشوا اور رہنما - السلام علیکم - مَیں حضور کی خدمت میں یہ عریضہ لکھتے ہوئے خوشی محسوس کرتی ہوں - اور ہر مرتبہ حضور کو لکھتے وقت میں اپنے دل میں ترقی کرتا ہوا اسود یا تیز اخلاص پاتی ہوں - کیونکہ میں جانتی ہوں - کہ حضور اس نہایت خوبصورت مذہب کے پیشوا ہیں - جو میرے نزدیک اب ایک بڑی پُر معنی چیز ہے - اور جس سے مجھے بہت گہری محبت ہے - میں جانتی ہوں - کہ جسقدر مجھے اسلام کے ساتھ اظہار محبت کرتے میں فخر ہے - اسی قدر حضور کو میرے اس اظہار محبت سے خوشی ہوگی -

میں نے ۷ مارچ کو اپنے قبول اسلام پر پہلی تقریر کی میں تسلیم کرتی ہوں - کہ میں فصیح و بلیغ نہیں - لیکن ہر لفظ جو میں نے بولا تھا - وہ براہ راست میرے دل سے نکلا - اور ہر جملہ جو میری زبان پر آیا - اس کے ساتھ میرے قلب کا اتفاق تھا - اور وہ میرے سچے اور پُر اخلاص ایمان کا اظہار تھا - اگر خدا مجھے علم میں اضافہ دے اور مقرر کے لئے جس قدر الفاظ کا جاننا ضروری ہے میں ان کو یاد کرلوں - تو میں اپنے دل پسند مذہب کی اشاعت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرونگی +

ان دنوں میں میں اپنے واقف اور غیر واقف لوگوں میں جن سے ملنے کا اتفاق ہوتا ہے - اپنی ناچیز کوششوں کو پیغام حق پہونچانے میں صرف کرتی رہتی ہوں - بچپن سے میں تصور میں بڑے بڑے مجمعوں کو مخاطب کرکے تقریریں کرتی رہی ہوں - اور مدرسہ میں یا سوشل اجتماعوں میں اشعار کو زبانی سناتے وقت میں نے کبھی کمزوری کا احساس نہیں کیا -

مَیں ہر ہفتہ دینیات کے درس میں جو بدھ کے روز قیام گاہ مبلغین ۴ سٹار سٹریٹ میں ہوتا ہے شامل ہوتی ہوں - اور حضور کو یقین دلاتی ہوں - کہ میں خود اور تمام دوسرے اس درس سے محظوظ ہوتے اور بہت فائدہ اٹھاتے ہیں - بعض لمبے فاصلے سے درس میں شامل ہونے کے لئے آتے ہیں - اور ہم سب قرآن پاک کی سچائیاں سیکھ رہے ہیں -

میں ہندوستان میں آنے اور اشاعت اسلام میں حصہ لینے کی بڑی بھاری خواہش رکھتی ہوں - اور محسوس کرتی ہوں - کہ مَیں ان ارادوں میں کامیاب ہو سکونگی - حضور نے میرے بچے کے ختنے کا ذکر کیا ہے - اسپر میں یہ عرض کرنا ضروری سمجھتی ہوں - کہ احمدی ہونے سے قبل میں ختنہ کے خیال کی مخالف تھی - مگر اب ختنہ کی حقیقت کو سمجھتی ہوں - اور اگر اللہ مجھے ۲۰ لڑکے دے - تو ہر ایک کی پیدائش پر ختنہ کے حکم اسلام کی تعمیل کرونگی +

مَیں وضو اور اس کے اداب اور دعاؤں کو سیکھتی ہوں - اور وضو و نماز کے آداب پہلے ظاہراً اجنبی سے معلوم ہوتے ہیں - لیکن صبح کا وضو نماز اور دعائیں دن بھر بڑی مدد ثابت ہوتی ہیں - میں حضور کو ہفتہ وار خط لکھتی رہا کرونگی - اور اپنے مذہب کا علم حاصل کرنے میں احباب اور اعدا کے طعن و تشنیع کی پروا نہ کرکے برابر ترقی کرتی رہونگی - کیونکہ مجھے یقین کامل ہے - کہ میں چٹان پر ہوں - اور وہ پھسلنے والی ریت پر ہیں +

میں ہوں حضور کی غلامہ

فاطمہ کیتھلین -

پہلے انگریز احمدی بچے کا عقیقہ

ہم جسقدر اللہ تعالیٰ کی حمد و توصیف کریں - اور جتنا اس کے فضلوں پر خوش ہوں - بجا ہے - کیونکہ ہم کسی نہ کسی رنگ میں آئے دن اس کام میں ترقی اور اس غرض کو پورا ہوتے دیکھتے ہیں جس کے لئے اور جسے مد نظر رکھکر خداوند کریم نے مسیح موعود کو پیدا اور مبعوث کیا تھا - چنانچہ ہم احباب کرام کو خوشی سے اطلاع دیتے ہیں - کہ اخویم محمد سلمان فیتھ احمدی کے ہاں اللہ تعالیٰ نے جو لڑکا گذشتہ ہفتہ عطا فرمایا اور جسکے کان میں عاجز نے جا کر اذان دی تھی - اس کی رسم عقیقہ و ختنہ ۲۱ مارچ عمل میں آئی اور اس کا بچہ کا نام محمد موسیٰ فیتھ رکھا گیا - اور والدین کی درخواست پر اس نام کے رکھنے اور مبلغین کے وہاں جانے اور اس تقریب پر خاص دعائیں کرنے کی یاد میں ایک تحریر اردو زبان میں لکھ کر اس احمدی خاندان کو دیدی گئی اور اس کے آخیر میں حضرت فضل عمر کی فتوحات کی یاد میں "در عہد خلافت ثانیہ" کا جملہ ثبت کردیا گیا - احباب ننھے موسیٰ فیتھ ... اور اس کے والدین کے لئے دعا فرماویں +

(اشتہارات)

(ہر ایک اشتہار کے مضمون کا ذمہ وار خود مشتہر ہے نہ کہ الفضل ایڈیٹر)

قادیان میں سکنی زمین خریدنیوالوں کیلئے ایک موقعہ

جلسہ کے موقعہ پر بہت سے احباب نے مجھ سے دریافت کیا تھا کہ کوئی سکنی زمین فی الحال مل سکتی ہے یا نہیں۔ اسوقت چونکہ موقعہ نہیں تھا۔ اس لئے انکی خدمتیں انتظار کرنے کے لئے کہا گیا تھا۔ اب اس اعلان کے ذریعے میں احباب کو مطلع کرنا چاہتا ہوں کہ محلہ جات دار الفضل اور دار الرحمت ہر دو میں سکنی زمین موجود ہے۔ نرخ وہی معروف یعنی ساڑھے بارہ روپیہ فی مرلہ۔ بڑی سڑک کے اوپر کے ٹکڑوں کا پندرہ روپیہ فی مرلہ اس کے علاوہ جہاں احمدیہ سٹور نے نکڑیوں کیواسطے عمارت بنائی ہے۔ اس کے پاس بھی کچھ زمین قابل فروخت ہے۔ اس کی قیمت زیادہ ہوگی۔ کیونکہ وہ نسبتاً پرانی آبادی کے بہت نزدیک ہے خواہشمند احباب درخواستیں اور روپیہ جلد بھجوادیں۔ فقط

(صاحبزادہ) مرزا بشیر احمد قادیان

ایک مختصر سا مکان قابل فروخت

اس میں ایک کمرہ ہے۔ جسمیں چار پائیاں بآسانی بچھ سکتی ہیں ایک وسیع باورچی خانہ اور مختصر سا صحن۔ عمارت خام مگر مضبوط۔ مسجد اقصیٰ سے دو منٹ اور مسجد مبارک سے تین منٹ کے فاصلہ پر اپنے محلہ کی بڑی گلی میں واقع ہے باقی امور کے متعلق مینجر الفضل کی معرفت فیصلہ کریں پہلی درخواست کا حق مقدم سمجھا جائیگا

حربہ آسمانی

اسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور بعض دیگر انبیاء کی پیشگوئیوں کے مشابہات اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے محکمات پیشگوئیوں کو پیش کرکے ایک جدید اور موثر پیرائے میں تبلیغ کا حق ادا کیا گیا ہے قیمت ۲/ بغرض تقسیم ۱۰ روپیہ ۱۰۰- اس مفید اور جدید طرز کے رسالہ کی کثرت سے اشاعت ہونی چاہیئے سلسلہ احمدیہ کی کل کتب کے ملنے کا پتہ

احمدیہ کتاب گھر قادیان

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اور آپ کے خلیفہ اول حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب رضہ کا مصدقہ ممیرا اور حضرت خلیفہ اول کا بتایا ہوا

سُرمہ ممیرا اور ست سلاجیت

اصلی ممیرا ایک ایسی چیز ہے جو امراض چشم کے لئے بہت مفید ہے میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حضور ایک مجمع کے سامنے مسجد مبارک میں ممیرا پیش کیا۔ آپ نے اسے بہت پسند فرمایا اور فرمایا کہ یہ وہ چیز ہے جس سے لوگ ہزاروں روپیہ کماتے ہیں۔ میں نے حضور علیہ السلام کی اجازت کے بعد سلسلہ کے اخبار بدر والحکم اور رسالہ میگزین میں اسے شائع کیا۔ اور خدا کا شکر ہے کہ بہت لوگوں نے اس سے فائدہ اٹھایا اور میں نے بھی نفع اٹھایا۔ الحمد للہ علی ذالک

میں اس سرمہ اور ممیرے کو ہمیشہ اسی نیت سے مشتہر کرتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مصدقہ ہے۔ اور نسخہ سرمہ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضہ کا تجویز کردہ ہے۔ جو لوگ امراض چشم میں مبتلا ہیں یا حفظ ماتقدم کے طور پر حفاظت چشم چاہتے ہوں وہ اس سرمہ کا استعمال کریں۔ حضرت حکیم الامۃ رضہ نے اس سرمہ کے متعلق فرمایا کہ "یہ برائے امراض چشم بسیار مفید است"

یہ سرمہ دھند۔ جالا۔ پھولا۔ پڑوال۔ سبل اور سرخی اور ابتدائی موتیا بند اور دیگر امراض چشم کے لئے بہت مفید ہے قیمت سرمہ ممیرا قسم اول ۲ روپیہ فی تولہ۔ اصلی ممیرا کی دس روپے فی تولہ۔ یہ سرمہ جنکی آنکھیں دکھتی ہوں۔ ان کے لئے بہت مفید۔ مجرب اور مقوی البصر ہے۔ خصوصاً طلباء کے لئے

ست سلاجیت محیط اعظم سے نقل کیا گیا۔ جس کی عبارت یہ ہے۔ مقوی جمیع اعضاء رنانع جمیع مشتہی طعام۔ قاطع بلغم و ریاح و دافع بواسیر۔ فساد بلغم و قاتل کرم شکم۔ مفتت سنگ گردہ۔ مثانہ سلسل البول و سیلان منی و یرقان درد مفاصل وغیرہ کے لئے بہت مفید ہے۔ بقدر دانہ نخود صبح کے وقت ہمراہ دودھ استعمال کریں۔ قیمت قسم اول عہ/

المشتہر

احمد نور کابلی۔ تاجر مہاجر قادیان (گورداسپور)

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی فرمودہ تفسیر القرآن

پارہ اٹھائیسواں ۲۸

حقائق الفرقان

کے نام سے چھپکر شائع ہوگئی ہے۔ لکھائی چھپائی بہت اعلیٰ قیمت قسم اول چکنا ولایتی کاغذ ۱۲/ قیمت قسم دوم ڈمی کاغذ ۸/۔ قسم اول کی بہت تھوڑی جلدیں ہیں۔ احباب جلد منگوالیں

اسلامی عقاید صحیحہ کے پرکھنے کا معیار

یعنی

صداقت احمدیت پر

حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی کی وہ تقریر جو حضور نے ۱۹۔ فروری ۱۹۲۰ء کو احمدی سوداگران چرم لاہور کی درخواست پر لاہور میں غیر احمدیوں کے لئے فرمائی قیمت فی جلد ۳/

صداقت مسیح موعود

گذشتہ سالانہ جلسہ ۱۹۱۹ء پر جناب حافظ روشن علی صاحب نے جو زبردست تقریر فرمائی تھی۔ وہ چھپ کر تیار ہوگئی ہے۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ اچھا لگایا گیا ہے۔ قیمت فی جلد ۲/

سلسلہ کی سب کتابیں بپتہ ذیل سے منگوائی جائیں

المشتہر

محمد عامل تاجر کتب قادیان (گورداسپور)

تلاش رشتہ

(۱) ایک انٹرنس تک تعلیم یافتہ کاروباری وجیہ نوجوان کیلئے جس کی آمدنی معقول ہے - رشتہ کی ضرورت ہے - اس کی پہلی شادی ہو چکی ہے - لیکن دوسری شادی کی شرعاً ضرورت ہے -

(۲) ایک نوجوان تعلیم یافتہ نیک سیرت اور قبول صورت پابند نماز لڑکی کے لئے رشتہ کی ضرورت ہے - لڑکا معزز خاندان کا ہونا چاہیئے - اعلیٰ تعلیم حاصل کر رہا ہو یا کسی معزز سرکاری عہدہ پر متعین ہو - راجپوت قوم کے لڑکے کو ترجیح دیجائیگی - ان کے رشتوں کے متعلق خط و کتابت معرفت ایڈیٹر الفضل کی جاوے ٭

لاہور میں احمدی دواخانہ

جس کا نام

حضرت خلیفۃ المسیح نے رفیق مریضان رکھا ہے - جس میں ہر قسم کے انگریزی نسخہ جات تیار کئے جاتے ہیں - اس لئے بذریعہ اعلان ہذا ملتمس ہوں - کہ اگر کسی بھائی کو انگریزی نسخہ یا دوائی کی ضرورت ہو تو میری معرفت طلب فرماویں - باہر کے آرڈر بھی سپلائی کئے جاتے ہیں -

عبدالجلیل رفیق مریضان میڈیکل ہال بیرون موچی دروازہ لاہور

گھڑیوں کی فہرست

چونکہ رمضان شریف کا قریب ہے - ہر روزہ دار کو گھڑی کی ضرورت ہوگی - اس لئے عنقریب ہماری طرف سے الفضل میں ایک مختصر فہرست عمدہ اور ارزاں گھڑیوں کی شائع ہوگی گھڑیوں کے شائقین اسے محفوظ رکھیں - اور جبوقت چاہیں خاطر خواہ گھڑی منگا کر فائدہ اٹھائیں - اور اپنے بھائی سے بہرحال بھلائی کی امید رکھیں ٭

المشتہر

شیخ سخاوت علی احمدی مرچنٹ اینڈ واچ ریپرر شاہجہانپور یوپی

پیتل کے بالکل نیا ار سروتے

پانی پت کا سروتہ بوجہ اپنی خوبصورتی کے عرصہ سے مشہور چلا آرہا ہے - ان میں دھار کا لوہا نہایت پختہ اور چمکدار لگایا جاتا ہے - اور خاص کر اپنی وضع قطع و نقش و نگاری کے لحاظ سے تو شریف گھرانوں کے لئے ایک نہایت ہی عجیب اور کارآمد تحفہ بن گیا ہے زیادہ تعریف لاحاصل ہے - خود منگا کر دیکھو - اوروں کو دکھاؤ

سروتہ نمبر ۱ عمہ - سروتہ نمبر ۲ عہ - سروتی نمبر ۱ عہ - سروتی نمبر ۲ - ۱۲ار - محصولڈاک الگ -

المشتہر - شیخ محمد محی الدین منیجر سروتہ فیکٹری شہر پانی پت

اس میں کیا ناہاہر

ہندوستان کی خبریں

ہجرت کا اعلان مولوی عبدالباری صاحب نے اعلان کیا ہے - کہ وہ تمام مسلمان جو اپنی ضمیر (قلب یا ایمان) کو مطمئن نہیں کر سکتے - وہ اب اسلام کے مطابق عمل پیرا ہوں - اور اس ملک سے ہجرت کر کے ایسے مقام پر چلے جائیں - جہاں اسلام کی خدمت انجام دینا اور اسلامی قوانین (شرع شریف) کے مطابق عمل کرنا بہترین طریق پر ہو ٭

افغانی وفد منصوری کی طلبی دہلی میں مشہور ہے کہ منصوری کے افغانی وفد کو تار دیا گیا ہے - کہ ہزار مہاجرین افغانستان میں ہجرت کر جانے کے لئے تیار ہیں - اور یہ بھی کہا جاتا ہے - کہ جامع میں نماز پڑھنے کے لئے بھی دہلی آنے کی ان کو دعوت دی ہے -

دہلی میں آتشزدگی ۲۰ - اپریل کو محلہ تیلیوری واڑہ دہلی میں بانس اور بان وغیرہ کی ایک دوکان میں آگ لگ گئی - اس کی تازہ اطلاع ہے کہ یہ آگ بڑھتے بڑھتے سارے بازار میں پھیل گئی - اور دوسرے روز دس بجے دن کے کہیں جا کر بجھی - لاکھوں روپے کا نقصان ہو گیا ہے - مگر شکر ہے کہ کسی جان کا نقصان نہیں ہوا - اس کے علاوہ دہلی کے تین اور بازاروں میں بھی اسی تاریخ کو آگ لگنے کی خبر ہے ٭

جہاز رانی کا سکول حکومت مدراس نے احکام نافذ کر دیئے ہیں کہ ناگاپٹم - کوکانادا اور کالی کٹ میں سال میں دو ماہ کے لئے بطور تجربہ جہاز رانی کے سکول کھولے جائیں ٭

سپاہ تحفظ ہند کلکتہ - ۲۱ - اپریل - بنگال کے ایوان تجارت کی کمیٹی نے تجویز کی ہے کہ گورنمنٹ ہند جتنی جلدی ممکن ہو گا - سپاہ تحفظ ہند کی موجودہ حالت اور سال رواں میں اس کو کیسی ترتیب دی جائیگی - اس کے متعلق اعلان کریگی ٭

کلکتہ میں شدید طوفان اور آتشزدگی مولوی بازار کلکتہ سے اطلاع موصول ہوئی ہے - کہ ۱۷ - تاریخ کو قصبہ اور اس کے نواح میں سخت طوفان باد نمودار ہوا - جس سے کئی مکانات گر گئے - اور کئی درخت جڑ سے اکھڑ گئے - ۱۸ - تاریخ کو ہیسٹنگز (کلکتہ) کے ذخائر گسٹریٹیں ہولناک آگ لگی گودام زیر آتش میں تیل کا ذخیرہ - فوجی کپڑے کی بہت بڑی مقدار اور فوجی ضرورت کی کئی اشیاء تھیں ٭

اورنٹیل کالج میں داخلہ کالج ہذا کی عربی - فارسی اور سنسکرت وغیرہ کی جماعتوں میں ۱۵ - مئی سے ۲۲ - مئی تک طلباء داخل ہو سکیں گے اصالتاً حاضر ہو کر درخواست کرنی چاہیئے - تار و خط کے ذریعہ سے کسی کو کالج میں نہیں لیا جاتا ٭

گورنمنٹ کالج لاہور میں داخلہ گورنمنٹ کالج لاہور میں فرسٹ ایر کلاس کے داخلہ کے لئے ۱۰ - مئی کا دن مقرر کیا گیا ہے - داخل ہونیوالے امیدوار بذریعہ درخواست کالج کے دفتر سے پراسپکٹس اور داخلہ کی فارم حاصل کر سکتے ہیں - انٹرنس اور سکول لیونگ سرٹیفکیٹ کے امتحان کا نتیجہ نکلنے کے بعد کسی روز درخواستیں خانہ پری کے بعد کالج کے دفتر میں وصول کی جائینگی - اور تمام درخواستوں کو ۷ - مئی تک دفتر میں پہنچ جانا چاہیئے - تمام درخواست کنندگان کو ۸ مئی اور ۱۰ - مئی کو بوقت ۱۰ بجے صبح سلکشن کمیٹی کے روبرو پیش ہونا پڑیگا - انکے ساتھ حسب خواہش انکے خویش و اقارب بھی حاضر ہو سکتے ہیں - اور ضرور ہے کہ وہ اپنے ساتھ چٹھیاں بھی لائیں ٭

(باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کیلئے شائع ہوا)